جلد ۱۸ تبلیغ ۱۳۵۶ ھش شمارہ ۲
فروری ۱۹۷۷ء

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ اشتراک
پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت پرچہ ھذا — ایک روپیہ

عہدیداران مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ

(برائے سال 1356 ہش 1977ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو سال 1356 ہش (1977ء) کے لئے مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ کے ارکان نامزد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ان سب احباب کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے۔آمین

نائب صدر	مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
اراکین خصوصی	مکرم چوہدری ظفراللہ خانصاحب
	مکرم شیخ محمداحمد صاحب مظہر لائلپور
	مکرم مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا
	مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب
اراکین عمومی :	
قائد عمومی	مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر
قائد تربیت	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب
" ایثار	مکرم مولوی عطاءاللہ صاحب کلیم
" اصلاح و ارشاد	مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
" ذہانت و صحت جسمانی	مکرم صاحبزادہ مرزا منوراحمد صاحب
" مال	مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال
" تعلیم	مکرم پروفیسر حبیب اللہ خانصاحب
" تجنید	مکرم سید احمدعلی شاہ صاحب
" وقف جدید	مکرم پروفیسر بشارت الرحمان صاحب
" تحریک جدید	مکرم چوہدری شبیراحمد صاحب
" مجالس بیرون و قلمی دوستی	مکرم حسن محمد خانصاحب عارف
" اشاعت و ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ	مکرم غلام باری صاحب سیف
آڈیٹر	مکرم صوفی غلام محمد صاحب

محمد ابراہیم

(سیکرٹری برائے صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

صفر المظفر ۱۳۹۷ھ • فروری ۱۹۷۷ء

تبلیغ ۱۳۵۶ ہش

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ
دس روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

فہرست مضامین

- پبلشر: ——— چوہدری محمد ابراہیم
- پرنٹر: ——— سید عبد الحیٔ
- مطبع: ——— ضیاء الاسلام پریس ربوہ
- مقام اشاعت: ——— دفتر ماہنامہ انصار اللہ

——— دار الصدر جنوبی ——— ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۸ | ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ | شمارہ (۲)

تبلیغ ۱۳۵۶ ہش

(۱)

رہے نام اللہ کا

یہ دنیا فانی ہے۔ اس معمورۂ ارضی میں جس نے آنکھیں کھولیں۔ ایک دن اُس نے یہاں سے رخصت ہونا ہے۔ لیکن کتنے ہیں جن کے جانے پر ایک بھی آنکھ اشکبار نہیں ہوتی۔ کسی کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ کوئی آج اِس دُنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ اور کتنے ہیں۔ جن کو ان کی زندگی کے بعد کوئی یاد بھی نہیں کرتا لیکن ایک عالم کی موت دُنیا محسوس کرتی ہے **موت العالِم موت العالَم**

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان، بعارضۂ قلب ۸۵ برس کی عمر میں ۲۰ر جنوری ۱۹۷۷ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ حضرت مولوی صاحب کی قربانی اور کام عدیم المثال ہیں۔ سب سے نمایاں اور تاریخی خدمت تقسیم ملک کے بعد آپ کا قادیان میں قیام ہے۔ تقسیم ملک کے وقت حالات سخت مخدوش تھے۔ تقسیم ملک کے بعد پہلی دفعہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور خاکسار قادیان گئے تو حضرت مولوی صاحب اُن ایّام کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے "اُن دنوں میں دن چڑھتا تھا تو نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم شام تک زندہ بھی رہیں گے اور رات ہوتی تھی تو خدشہ ہوتا تھا کہ شاید ہم پر دن بھی چڑھے گا یا نہیں۔ ہم ہتھیلی پر جان رکھ کر یہاں رہتے تھے"۔ اس کے بعد آپ کے نیک سلوک اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے حالات ہو گئے کہ قادیان میں آنے والے شرنارتھی بھی آپ کی باپ کی طرح عزت کرتے تھے حتیٰ کہ باوجود اس کے کہ آپ اقلیت میں تھے آپ وہاں کی سمال ٹاؤن کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے تو غیر مسلم ممبروں نے آپ کو کمیٹی کا صدر منتخب کیا۔

بے شک قادیان کا قیام اللہ تعالیٰ کا فضل اور قابلِ فخر کارنامہ ہے کہ بقول حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا:۔

خوش نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو	دیارِ مہدیٔ آخر زماں میں رہتے ہو،
خدا نے بخشی ہے "الدّار" کی نگہبانی	اُسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر	ہم اس سے دور ہیں تم اُس مکاں میں رہتے ہو
تمہیں سلام و دعا ہے نصیب صبح و مسا	جوارِ مرقدِ شاہِ زماں میں رہتے ہو

تمہارے دم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

لیکن حضرت مولوی صاحب جب "الدّار" کی حفاظت کا ذکر فرماتے تو کہتے۔ "ہم "الدّار" کی حفاظت نہیں کر رہے۔ اس نے ہماری حفاظت کی ہے" اور اس کے لئے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی الہام پڑھتے "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار" (میں ہر اُس شخص کی حفاظت کروں گا جو اس میرے گھر میں ہوگا) اور اس کو پورا ہوتے وقت ۱۹۴۷ء میں ہر اُس آنکھ نے دیکھا جو وہاں تھی کہ کس طرح خداوند کریم نے "الدّار" اور "الدّار" میں رہنے والوں کی حفاظت فرمائی۔

تقسیمِ ملک تک حضرت مولوی صاحب کا ایک ہی بچہ تھا۔ تقسیم ملک کے وقت بچہ اور بیوی پاکستان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت جوان شادی شدہ بچہ بھی یہیں فوت ہوا اور بیوی بھی۔ اپنے بچے بشارت احمد کی وفات پر حضرت مولوی صاحب پاکستان آگئے۔ ہم جا کر تعزیت کرتے۔ ہماری آنکھوں میں آنسو ہوتے کہ ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں حضرت مولوی صاحب کو بشارت کی بلائیں لیتے دیکھا لیکن خدا کا یہ صابر و شاکر بندہ اس کی تقدیر پر راضی اور پرسکون تھا۔ گویا زبانِ حال سے اپنے آقا کے اس شعر کو دہرا رہے ہیں ؎

"بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

پھر بڑھاپے میں آپ نے قادیان میں دوسری شادی کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نرینہ اولاد بھی عطا فرمائی اور بچیاں بھی عطا کیں۔ اس دفعہ جو حضرت مولوی صاحب پاکستان تشریف لائے تو فرماتے تھے۔ "خدا کا شکر ہے میرے بچے نے مولوی فاضل کر لیا ہے اور اب وہ مدرسہ احمدیہ میں پڑھا رہا ہے۔"

حضرت مولوی صاحب کے شاگرد ایک نہیں، دس بیس نہیں، سینکڑوں شاگرد دُنیا کے مختلف گوشوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور شاگرد بھی اولاد ہی ہوتی ہے۔ صرف شاگردوں کے ذریعہ ہی نہیں مولوی صاحب کا نام احمدیت کی تاریخ میں اُن کی قربانی اور کام کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اپنے شاگردوں سے وہ اس طرح پیار کرتے تھے جس طرح باپ بیٹے سے۔ آپ کی بلند آواز جو مدرسہ احمدیہ کے کمروں میں تدریس کے وقت گونجتی تھی۔ آج بھی ہمارے کانوں میں گونجتی ہے۔ آپ کے پیار سے آپ کے ہر شاگرد نے حصہ لیا اور خوب حصہ لیا۔ راقم الحروف جب مدرسہ احمدیہ میں گیا۔ اسی وقت سے لے کر آج تک کا اُن کا پیار یاد ہے اور اپنے اُس آخری سفر میں جو آپ نے پاکستان کا

کیا۔ جامعہ کے شافت کے ساتھ جب آپ چائے نوش فرما رہے تھے آپ نے ایک ایسا فقرہ بھی فرمایا جو میرا سرمایۂ حیات رہے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

"اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ		لَعَلَّ اللّٰه يَرْزُقُنِي الصَّلَاحَ"

مَیں نیک نہیں ہوں لیکن نیکوں سے محبت کرتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیک بنا دے۔

پہلی بار میں نے حضرت مولوی صاحب کو اپنے گاؤں کا ٹھوداں میں اس وقت دیکھا جب مَیں دس گیارہ سال کا تھا۔ اور حضرت مولوی صاحب مدرسہ احمدیہ کی والی بال ٹیم کو لے کر ہمارے قصبہ کی ٹیم کے ساتھ میچ کھیلنے کے لئے آئے تھے۔ اس ٹیم میں ٹوپی کے صاحبزادہ عبدالحمید صاحب اور صلاح الدین صاحب مونگھیری مجھے خوب یاد ہیں۔

مدرسہ احمدیہ میں آپ صرف و نحو اور فقہ پڑھاتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ تک آپ ناظم قضا اور قاضیٔ سلسلہ رہے۔ قادیان کے جنرل پریذیڈنٹ یعنی صدر عمومی کی نازک ذمہ داریاں بھی آپ نے ادا فرمائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔ علمی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا۔

قادیان کے درویشوں اور غیر مسلموں میں آپ یکساں محترم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد سے اب تک قادیان میں درویش تہجد باجماعت پڑھتے ہیں۔ ہمیں تو جلسہ کے موقع پر ہی بعض سالوں میں اس میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ درویشوں کی یہ آہِ صبحگاہی ایک دن رنگ لائے گی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر اکثر حضرت مولوی صاحب تہجد پڑھاتے یا مولوی محمد شریف صاحب امینی۔ مسجد اقصیٰ میں امامت کے فرائض تو ہمارے زمانہ طالب علمی سے مولوی صاحب سرانجام دے رہے تھے۔ فجر کی نماز میں بلند آواز سے آپ کی سورۃ مریم کی تلاوت کے الفاظ آج بھی کانوں میں گونجتے ہیں۔

اب یہ محبوب ہستی اپنے آقا کے قدموں میں پہنچ گئی۔ قادیان کی گلیوں میں اب وہ قدم نظر نہیں آئیں گے۔ ایک ایک درویش اس جدائی سے نڈھال ہوگا۔ حضرت مولوی صاحب کے شاگرد اشکبار ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی وفات پر کئی غیر مسلم لوگوں کی آنکھیں بھی اشکبار ہوں گی۔ اور حالت یہ ہوگی جو کسی شاعر نے ان شعروں میں کھینچی ہے:۔

"یا ذا الذی ولدتک امک باکیا		والناس حولک یضحکون سرورا

احرص علیٰ عمل تکون بہ اذا		یبکون حولک ضاحکا مسرورا"

اے وہ شخص تیری ماں نے تجھے روتے ہوئے جنا اور لوگ اس وقت تیرے گرد خوشی سے ہنس رہے تھے اب ایسے کام کر کہ جب تیرا آخری وقت آئے تو لوگ تیرے گرد رو رہے ہوں اور تو مسکراتے چہرے سے اپنے خدا کے پاس جا رہا ہو۔

حضرت مولوی صاحب کی ساری زندگی مسلسل عمل اور جدوجہد سے عبارت تھی۔ انھوں نے زندگی کے آخری لمحے تک سلسلہ کی خدمت کی۔ وہ بہت ہر دلعزیز اور ہر حلقہ میں بہت محترم تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولوی صاحب کو جنّت

کے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آپ کی بیوہ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو اپنے فضلوں سے پُر کردے۔ ہر درویش کا حافظ و ناصر ہو۔ انہیں ہمت عطا فرمائے۔ حضرت مولوی صاحب کی تربت پر ہمیشہ اس کی رحمت کی بارش ہو اور ہمیں حضرت مولوی صاحب کے قدموں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہماری زندگی کا ہر سانس احمدیت کے لئے ہو۔ (آمین ثم آمین!)

(۲)

ملک کے لئے دعائے خاص

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۱ جنوری کو خطبہ جمعہ میں احباب کو فرمایا:۔

"ظاہری اسباب کی طرح روحانی اسباب بھی اسی نے پیدا کر رکھے ہیں اور ان سب میں سے ایک بڑا سبب دُعا ہے جس کے ذریعہ انسان اسی سے ذاتی تعلق پیدا کرتا ہے اور جس کے نتیجہ میں اَن ہونی باتیں بھی وقوع پذیر ہو سکتی ہیں۔ پس ہمارا توکّل، ہمارا بھروسہ اور ہماری طاقت ان دُعاؤں سے وابستہ ہے جو انتہائی تضرّع سے کی جائیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

بعض ایام میں دعاؤں کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ ملک میں انتخابات کا زمانہ بھی انہی میں شامل ہے۔ اس لئے ملک میں انتخابات کے موجودہ نازک دور میں ہمیں خصوصیت کے ساتھ یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان انتخابات کے نتائج کو قوم و ملک اور ہمارے لئے ہر لحاظ سے مفید اور بابرکت کرے اور ان کے نتیجہ میں ملک کے استحکام و ترقی اور امن و آشتی کے سامان پیدا ہوں۔"

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۷۷ء)

ہماری جماعت کا سہارا اور واحد سہارا خدائے لم یزل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ موثر بذاتہ وہی ذاتِ یگانہ ہے اس لئے ہر مشکل لمحہ پر ہمیں اس کی ہی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ دعا سب سے مؤثر شَے ہے۔ اس کی تاثیر ہر صاحب دعا نے بارہا محسوس کی ہے۔ اب بھی ہم اسی کے حضور دست بدعا ہیں کہ:۔

وُہ قادرِ مطلق، وہ مالک المُلک، اِن انتخابات کو ملک و قوم کے لئے ہر لحاظ سے مفید اور بابرکت کرے اور اس کے نتیجہ میں ملک کو استحکام نصیب ہو، ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور امن و آشتی کے سامان پیدا ہوں! آمین یارَبَّ العٰلمین!!

(۳)

ہماری ذمہ واریاں

انصار اللہ کے سال کا آغاز یکم جنوری سے ہوتا ہے۔ نئے سال کے آغاز میں لائحہ عمل مرتب کر کے مجالس کو بھجوا دیا جاتا ہے۔ پھر مجالس کا فرض ہوتا ہے کہ اس پروگرام کے تحت اپنی مساعی جاری فرمائیں۔ مختلف قیادتوں نے جو لائحہ عمل تجویز کیا ہو اسے جاری کیا جائے اور پھر جو کام ہو اس کی رپورٹ باقاعدہ مرکز میں بھجوائی جائے۔ تاکہ مرکز کو مجالس کی مساعی کا علم ہوتا ہے۔

رسالہ انصار اللہ کے خریدار پچھلے سال بفضلہ تعالیٰ پانچ سو کے قریب بڑھے ..... نئے سال میں اس کی توسیع اشاعت کے لئے مزید کوشش ہونی چاہیئے۔ شیخوپورہ سے ایک بار ایک غیر از جماعت دوست نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ یہ رسالہ تو ہر غیر احمدی گھرانہ میں جانا چاہیئے۔ کیا ہمارے تاثرات بھی یہی نہیں جن کا اظہار ایک غیر از جماعت دوست نے کیا۔

میری یہ درخواست ہے کہ نہ صرف یہ کہ رسالہ کی اشاعت کو مجالس اور احباب بڑھائیں۔ بلکہ کوشش کریں کہ یہ رسالہ زیادہ سے زیادہ احباب پڑھیں۔ رسالہ کی خریداری کا صرف بڑھ جانا خوش کن نہیں اگر احباب اسے مطالعہ نہ کریں۔ اور اہل قلم سے میری درخواست ہے کہ بقول حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مرحوم، آپ انصار "سلطان القلم" بنیں۔ اپنے اشہب قلم کو جنبش دیجئے اور رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تربیتی مضامین تحریر فرمائیں۔

(۴)

یہ حادثات

تقریباً ہر روز اخبار میں کسی جانکاہ حادثہ کی خبر ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ نجانے ان حادثات کے نتیجہ میں ہر روز کتنی عورتوں کا سہاگ اُجڑتا ہے، کتنے بچے یتیم ہو جاتے ہیں، کتنے گھرانے بے آسرا ہو جاتے ہیں۔ "نوائے وقت" اپنے اداریہ میں ایک حادثہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:—

"شیخوپورہ لائلپور روڈ پر شیخوپورہ سے کوئی پچیس میل دور دو ویگنوں کے ہولناک تصادم میں دس افراد موقع پر ہلاک ہو گئے۔ اور چالیس زخمی ہو گئے۔ جن میں سے چھ بیہوش ہیں اور دس کی حالت نازک بتائی جاتی ہے اس طرح اس تصادم میں چھبیس افراد کی زندگیاں کام آئیں .... حادثے کا افسوسناک پہلو یہ

ہے کہ دونوں بسوں کے ڈرائیور فرار ہو گئے ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حادثے کی کوئی وجہ اتفاقی نہیں بلکہ ڈرائیوروں کی ہٹ دھرمی اور تجاہل کی وجہ سے اتنی انسانی جانوں کا نقصان ہوا ......

ٹریفک کے حادثات ہر ملک میں کم و بیش ہوتے رہتے ہیں لیکن پاکستان میں ان کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ زیادہ سواریاں بٹھانے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی بے جا و خطرناک خواہش اکثر حادثات کو جنم دیتی ہے۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" ۲۳ جنوری)

صرف یہی نہیں۔ بعض حادثات کی جب تفصیل اخبارات میں آئی تو معلوم ہوا کہ حادثات کے زخمیوں کی راہ گیروں نے جیبیں صاف کیں۔ عورتوں کے زیورات اتار لئے۔ بٹوے نکال لئے گئے۔ حادثات کی یہ کثرت اور بھیانک صورت سخت تکلیف دہ ہے۔ سڑکوں پر یہ مذبح خانے خدارا بند کئے جائیں۔ کیا یہ صورت یا مرض لا علاج ہے۔ کیا اس خرابی کے تدارک کی کوئی صورت نہیں؟ کیا اتنی کثرت سے جانوں کے جانے پر دل نہیں پسیجتا؟ کیا اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں؟ کیسا قیامت کے دن ہم اپنی ذمہ داریوں کے بارہ میں پوچھے نہیں جائیں گے؟ کیا بے حسی اس حد تک غالب ہو گئی ہے کہ ہم سڑکوں پر خون کی ندیاں بہتی دیکھتے ہیں۔ لاشیں بکھری پڑی نظر آتی ہیں، نالہ و شیون بلند ہوتے ہیں۔ زخمی کراہتے ہیں لیکن ہمارے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ اسلامی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اگر ایک مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرے۔ پھر اس درد کو کیوں محسوس نہیں کیا جاتا؟ اس کا مداوا کیوں نہیں کیا جاتا؟

ما اٰتٰکم الرّسول فخذوہ

ایک اعرابی کا اندازِ محبت

" انّ اباھریرۃ قال قام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی صلاۃ و قمنا معہ فقال اعرابیّ وھو فی الصّلوٰۃ اللّٰھمّ ارحمنی ومحمّدًا ولا ترحم معنا احدًا فلمّا سلّم النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال للاعرابیّ لقد حجّرت واسعًا یرید رحمۃ اللہ "

(بخاری-کتاب الادب-باب رحمۃ النّاس والبھائم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز ادا فرما رہے تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک بدو بھی نماز میں شامل تھا۔ اس نے نماز میں ہی کہا۔ اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور محمدؐ پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کرنا۔ جب نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس دیہاتی کو کہا۔ تو نے فراخ چیز کو تنگ کیا۔ حضورؐ کی مراد رحمتِ باری سے تھی۔

محبت کا ایک یہ بھی انداز ہوتا ہے کہ محبت کوئی شراکت اور رقابت نہیں چاہتا۔ بدو بیچارہ صحرا کا رہنے والا تھا اندازِ محبت ہی اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کیجئے اور کسی پر نہ کرنا۔ محبوبِ خدا جو سب جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت تھے۔ جن کی رحمت کا دامن ہر جاندار کے لئے فراخ تھا۔ آپ نے اس اعرابی کو فرمایا۔ خدا کی رحمت تو بہت وسیع ہے اس کو تو نے تنگ کرنا چاہا۔ اگر خدا سارے جہان پر رحمت نازل کرے تو اس کے خزانے میں کیا کمی ہو سکتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے اپنی رحمت کے سو حصے کر کے ان میں سے صرف ایک حصہ دنیا و اہل دنیا کو دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جانور بھی اپنے بچے سے محبت کرتا ہے۔ دنیا میں یہ جتنے مظاہر محبت نظر آتے ہیں ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک یہ مظاہر بشر کی آنکھ دیکھتی رہے گی یہ اسی رحمت کا سواں حصہ ہے تو خدا کی رحمت کا کب حد و حساب ہو سکتا ہے وہ بے پایاں رحمتوں کا مالک ہم گنہگار امتیوں پر بھی اپنے رسول کے صدقے رحمت فرماوے! وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسانِ کامل

"تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اُسی چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو رُوح امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصوّر نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اس کو رَأٰی مَا رَأٰی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے۔ جو انسانِ کامل ہے۔ جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریّہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خطِ ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا۔ اور اعلیٰ و ارفع مقام محبّت کا ملا۔"

(توضیح مرام صفحہ ۲۵-۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

وَلَيْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاكَ وَمَعْبَرُ

ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ ہے اور نہ کوئی جائے گزر

إِلٰهِي فَدَتْكَ النَّفْسُ إِنَّكَ جَنَّتِي
اے پروردگار میری جان تجھ پر قربان تو میری جنت ہے
وَمَا إِنْ أَرَىٰ خُلْدًا كَمِثْلِكَ يُثْمِرُ
اور میں نے ایسی بہشت نہیں دیکھی جو تیرے جیسا پھل لاوے

طُرِدْنَا لِوَجْهِكَ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِنَا
اے خدا تیرے منہ کی خاطر ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے رد کر دیئے گئے
فَأَنْتَ لَنَا حِبٌّ فَرِيدٌ وَّمُؤْثَرُ
پس تو ہمارا یگانہ دوست ہے جسے اختیار کیا گیا ہے

إِلٰهِي بِوَجْهِكَ أَدْرِكِ الْعَبْدَ رَحْمَةً
اے میرے اللہ! اپنے منہ کے صدقے اپنے بندہ کی خبر لے
وَلَيْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاكَ وَمَعْبَرُ
اور ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ ہے نہ جائے گزر

إِلٰى أَيِّ بَابٍ يَا إِلٰهِي تَرُدُّنِي
اے میرے خدا! تو مجھے کس کے دروازے کی طرف رد کرے گا
وَمَنْ جِئْتُهُ بِالرِّفْقِ يُزْرِيْ وَيَضْجَرُ
میں جس کے پاس نرمی سے جاؤں وہ بدگوئی کرتا ہے اور منہ پھیر لیتا ہے

صَبَرْنَا عَلَى جَوْرِ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ
ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کیا
وَلٰكِنْ عَلَى هَجْرٍ سَطَا لَا نَصْبِرُ
مگر تیری جدائی کی ہمیں برداشت نہیں

تَعَالَ حَبِيبِي أَنْتَ رُوحِي وَرَاحَتِي
میرے محبوب آ تو میری راحت اور میرا آرام ہے
وَإِنْ كُنْتَ قَدْ آنَسْتَ ذَنْبِي فَسَتِّرِ
اگر تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر

بِفَضْلِكَ إِنَّا قَدْ عُصِمْنَا مِنَ الْعِدَا
تیرے فضلوں سے ہم دشمنوں سے بچائے گئے
وَإِنَّ جَمَالَكَ قَاتِلِي فَأْتِ وَانْظُرِ
مگر تیرے جمال نے ہمیں قتل کر دیا پس آ اور دیکھ

وَفَرِّجْ كُرُوبِي يَا إِلٰهِي وَنَجِّنِي
اے خدا میرے غم دور فرما اور مجھے نجات دے
وَمَزِّقْ خَصِيمِي يَا نَصِيرِي وَعَفِّرِ
اے پروردگار! میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا

وَجَدْنَاكَ رَحْمَانًا فَمَا الْهَمُّ بَعْدَهُ
ہم نے تجھے رحمان پایا۔ پس اب کیا غم
رَأَيْنَاكَ يَا حِبِّي بِعَيْنٍ تَنَوَّرُ
اے محبوب ہم نے تجھے اس آنکھ سے دیکھا جو روشن تھی

(اعجاز احمدی ص ۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز

جو تیری درگاہ میں عاجزی سے روتا ہے

اے خداوند خلق و عالمیاں
اے جہانوں اور مخلوقات کے آقا!

خلق و عالم ز قدرتت حیراں
دنیا اور مخلوق تیری قدرت سے حیران ہے

چہ عجیب است شان و شوکت تو
تیری شان و شوکت کس قدر باعظمت ہے

چہ عجیب ست کار و صنعت تو
تیری صنعتیں اور تیرا کام کتنا عجیب ہے

حمد را با تو نسبت از آغاز
شروع ہی سے حمد کا تیرے ساتھ تعلق ہے

نے دریں کس شریک نے انباز
اور اس معاملہ میں نہ کوئی تیرا شریک ہے نہ ہمسر

تو وحیدی و بے نظیر و قدیم
تو اکیلا ۔ بے مثل اور ازلی ہے

منزہ ز ہر قسیم و سہیم
اور ہر ساجھی اور شریک سے پاک

کس نظیر تو نیست در دو جہاں
دونوں جہان میں تیرا کوئی نظیر نہیں

ہر دو عالم توئی خدائے یگاں
دونوں عالم میں تو اکیلا ہی خدا ہے

زور تو غالب ست بر ہمہ چیز
ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے

ہمہ چیزے ست پیش تو ناچیز
اور ہر چیز تیرے مقابل پر ہیچ ہے

ترس تو ایمن کند ز ترس و خطر
تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے

ہر کہ عارف ترست ترساں تر
جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے

ہست یادت کلید ہر کارے
تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے

خاطرے بے تو خاطر آزارے
تیرے بغیر ہر خیال دل کا دکھ ہے

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز
جو تیری درگاہ میں عاجزی سے روتا ہے

بخت گم کردہ را بیابد باز
وہ اپنی گم گشتہ قسمت کو دوبارہ پاتا ہے

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول)

○

اِسلام اقطارِ عالم میں

مصر سے کئی مفید سلسلۂ تصنیف شائع کئے جا رہے ہیں۔ "اعلام العرب" کے عنوان سے انہوں نے مشہور اہلِ علم، اہلِ قلم، صاحبِ سیف مشاہیر کا سلسلۂ تعارف شروع کیا۔ ہر کتاب مستند عالم تصنیف کرتا ہے۔ اسی طرح ایک سلسلہ "کتاب الشعب" انہوں نے شروع کیا۔ اسی سلسلہ کی ایک کتاب "اسلام فی المشارق والمغارب" کہ اسلام اقطارِ عالم میں ۱۹۶۰ء میں دکتور جمال الدین الرمادی کی تصنیف شائع ہوئی ہے۔ یہ اسی سلسلہ کی چوراسیویں کتاب ہے اس کے آغاز میں اسلام کی اشاعت کا ذکر ہے

اسلام اپنی رواداری کی وجہ سے پھیلا

مصنف کہتا ہے کہ اسلام کا نور مختلف ممالک میں پھیل گیا کیونکہ اسلام غیر مسلموں کے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے۔ وہ تعصّب اور ظلم کا روادار نہیں بلکہ اس کا سینہ غیر مسلم اقلیتوں کے لئے وسیع ہوتا ہے اور ان کی نگہداشت اور حمایت کرتا ہے۔ مصنّف کے الفاظ یہ ہیں:-

"وعندها انتشر نور الاسلام الى شتى الاقطار والامصار۔ كانت الشريعة الاسلامية كعادتها تكفل لغير المسلمين كافة الحقوق۔ فالاسلام لا يعرف التعصّب ولا الظلم بل يفسح صدره للاقليات التى لا تدين به، ويامر برعايتها وحمايتها"

(الاسلام فى المشارق والمغارب" ص۸)

اسلامی حکومت میں اقلیتوں کا عمل دخل

اس کے بعد مصنف نے مثالیں دی ہیں کہ معاویہ کا درباری شاعر اخطل عیسائی تھی۔ اس کے علاوہ خلیفہ کے دربار میں کئی عیسائی بلند عہدوں پر تھے۔ الفاظ مصنّف کے یہ ہیں:-

"وظالما شغل المسيحيّون مناصب عالية فى بلاط الخليفة۔" (ص۸)

مصنّف لکھتا ہے کہ عبدالملک کا مشیر ابوالقدیس یوحنا دمشقی تھا۔ بنو عباس کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں دو عیسائی بھائی تھے جن میں سے ایک کا نام "سلمویہ" تھا اور دوسرے کا نام ابراہیم۔ ابراہیم کے پاس خلیفہ کی مہر ہوتی تھی جبکہ سلمویہ سلطنت کے کئی امور کا انچارج تھا۔ اور عبدالملک خلیفہ نے اپنے بھائی عبدالعزیز کی تربیت کے لئے "اثناسن" نامی عیسائی کو مقرر کیا تھا جسے بعد میں مصر کا والی مقرر کیا تھا۔ اثناسن بے حد امیر شخص تھا۔ مصنّف لکھتا ہے کہ اس کے چار ہزار غلام تھے اور متعدد باغ اور مکان تھے۔

معتضد خلیفہ کے عہد میں انبار کا والی عمر بن یوسف عیسائی تھا۔ اور صلاح الدین ایوّبی فاتح بیت المقدس جس نے صلیبیوں سے لڑائی میں ساری عمر گزاری۔ کا مشیر ابن تمانی عیسائی تھا جس کے علم اور تجربات سے غازی صلاح الدین فائدہ اٹھاتا اور بہت سے معاملات اس کے سپرد تھے۔ ("الاسلام فی المشارق والمغارب" ص۹)

مصنّف اس ضمن میں آگے چل کر لکھتا ہے:۔

"والسیف لم یکن معلقاً علی رأس احد من النّاس لیکون مسلمًا ولم یکن المسلمون یلجأون الی وسائل التعذیب الّتی لجأ الیھا المشرکون لصرف النّاس عن الاسلام" (ص۱۰)

کہ:۔ کسی غیر مسلم کے سر پر تلوار بے نیام نہیں ہوتی تھی "تاکہ وہ مسلمان ہو جائے اور نہ مسلم مشرکوں کو اس طرح تکلیفیں دیتے تھے جس طرح مشرکوں نے مسلمانوں کو اسلام سے باز رکھنے کے لئے ابتدائے اسلام میں اذیّتیں دی تھیں۔

شر کے مقابل خیر

اس کے بعد مصنّف بلالؓ، یاسرؓ اور سمیّہؓ کی تکالیف کا ذکر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ سمیّہؓ کو ظالموں نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ اور عمّار کو کبھی گرم ریت پر لٹا کر سینے پر سِل رکھ دیتے اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دینے لگ جاتے۔ لیکن اسلام نے ان مظالم کا بدلہ ان سے حسنِ سلوک، اور حسنِ معاملہ سے لیا۔ مصنّف لکھتا ہے:۔

"فالمسلمون لم یُبح لھم ان ینھبوا او یغنموا فی الوقت الّذی لیشقی فیہ اخوان لھم والمسلمون لم یبح لھم ان ییعدوا او یھنا وا فی الوقت الّذی لیشقی فیہ اخوان لھم...... لانّ الاسلام دین التعاطف والتآلف و الاخوّۃ والمودّۃ والتراحم"

("الاسلام فی المشارق والمغارب" ص۱۰)

کہ اس وقت جب مسلمانوں کو کچھ بھائی تکلیف دیئے جاتے تھے، مسلمان مشرکوں کو راحت پہنچاتے تھے اور ہر قسم کے آرام میں رکھتے۔ سب کچھ اس لئے تھا کہ اسلام شفقت، الفت، اخوت، مودت اور باہم رحم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

مساجد کا ذکر

کتاب میں مصنف نے مختلف عنوان باندھے ہیں اور افق عالم میں مختلف ممالک میں اسلام کی اشاعت کا ذکر کیا ہے سعودی عربیہ، مشرقی افریقہ، مغربی یورپ، روڈیشیا، سوڈان، انڈونیشیا، جزائر، ٹیونس، جاپان، اندلس، امریکہ، جنوبی روم۔ اس طرح ہر دور دراز کے ملک میں اسلام کی اشاعت و ترویج کی مختصر تاریخ ہے۔ "الاسلام فی انجلترا" (اسلام انگلستان میں) کے عنوان سے کتاب کے صـ۱۱۳ پر جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر ہے۔ مصنف نے لکھا ہے:۔

"وظهرت فی انجلترا عام ۱۸۸۶م جمعية اسلامية استمرت سبعة عشر عاماً وقد حضر من الهند الی انجلترا شوادری فاتح محمّد سیال، خوجه کمال الدّین وشرعا یدعوان للاسلام حتی اسلم علی یدیهما اللورد هیدلی" (صـ۱۱۳)

کہ ۱۸۸۶ء میں انگلستان میں جمعیۃ اسلامیہ کی تشکیل ہوئی۔ ہندوستان سے چوہدری فتح محمد سیال اور خواجہ کمال الدین آئے۔ ان کی تبلیغ کی وجہ سے لارڈ ہیڈلی مسلمان ہوا۔

مصنف نے مختلف ممالک کی کچھیں مساجد کی تصاویر اس کتاب میں دی ہیں۔ ان میں کچھ مساجد وہ ہیں جنہیں تعمیر کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو دی۔ یہ تصاویر صـ۱۰۳، صـ۱۰۵، صـ۱۰۸، صـ۱۱۲ اور صـ۱۱۴ پر ہیں۔ صـ۱۰۳ پر غانا کی احمدیہ مسجد سالٹ پانڈ کی تصویر ہے۔ جبکہ مسجد دارالسلام مشرقی افریقہ کی تصویر صـ۱۰۸ پر ہے اور صـ۱۰۵ پر نیروبی کی مسجد کی تصویر ہے جس کے نیچے مصنف نے لکھا ہے۔ "مسجد الاحمدیه لمدینة نیروبی۔ کینیا۔" صـ۱۰۸ پر مسجد فضل لندن کی تصویر ہے۔ صـ۱۱۲ پر فرینکفورٹ اور ہیمبرگ کی مساجد کی تصاویر ہیں۔ فرینکفورٹ کی مسجد کے نیچے لکھا ہے:۔ "المسجد الّذی اقامته جماعة الاحمدیّة بمدینه فرانکفورت" یعنی وہ مسجد جسے جماعت احمدیہ نے فرینکفورٹ کے شہر میں تعمیر کیا۔ ہیمبرگ کی مسجد کی تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ "مسجد الاحمدیه بمدینة همبورج بالمانیة الغربیه" (مغربی جرمنی میں ہیمبرگ کے شہر میں احمدیہ مسجد) اور صـ۱۱۴ پر مسجد ہالینڈ کی تصویر ہے۔

جامع مسجد دمشق

مسجد اموی جو دمشق میں واقع ہے۔ اور دنیا کی بڑی اور مشہور مساجد میں سے ایک ہے۔ اس کے ضمن میں مصنف لکھتا ہے:۔

اس مسجد کی تکمیل ولید بن عبدالملک کے عہد میں ہوئی۔ ولید نے اس مسجد کے لئے فارس، ہند اور یونان سے کاریگر منگوائے اور مسجد کے جانب شمال ولید نے اذان کے لئے مینارہ بنوایا۔ مصنف لکھتا ہے:۔

"هٰذه المئذنة هي اقدم مئذنة اسلامية خالصة وربما كان جامع دمشق اوّل مسجد ظهر فيه المحراب"

کہ یہ مئذنہ یعنی مینارہ سب سے پہلا اسلامی مینارہ تھا اور یہ پہلی مسجد ہے جس میں محراب بنائی گئی۔ (ص۱۳)

مسجد حرام کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ اس کے اس وقت چھ مینارے ہیں۔ مینارہ باب العمرۃ خلیفہ منصور عباسی نے ۱۳۰ھ میں بنوایا جبکہ مینارۃ الحزورۃ خلیفہ مہدی عباسی نے ۱۶۸ھ میں بنوایا اور منارۃ باب الزیادۃ معتضد عباسی نے ۲۸۴ھ میں بنوایا اور ایک منارہ سلطان قایتبائی نے بنوایا (ص۱)

مصر میں پہلی مسجد

مصنف اس کتاب میں ص۸۶ پر لکھتا ہے کہ مصر میں پہلی مسجد ۲۱ ہجری میں عمرو بن عاص نے بنوائی۔ جس کے ستون کھجور کے تھے اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی بہت نیچی تھی۔ اس مسجد کا کوئی صحن نہ تھا۔ ("الاسلام فی المشارق والمغارب" ص۸۹)

جاپان کی ایک مسجد

جاپان کے ایک شہر کی مسجد ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے کہ یہ تین منزلہ مسجد ہے جس کی نچلی منزل ہوائی حملہ سے پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ (ص۲۲)

تعمیر مساجد پر ہنود کا اثر

اس کتاب کے ص۵۸، ص۵۹ پر مصنف لکھتا ہے کہ مساجد کے اسلامی فن تعمیر پر پھر ہنود اثر انداز ہوئے اور اس کی دلیل میں اس نے قطب صاحب کا مینارہ جو مسجد کے ایک جانب ہے اور شاہجہان کی تعمیر کردہ جامع مسجد دہلی اور علی گڑھ کی مسجد کے گنبد کو بیان کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں:۔

مساجد کی ابتدائی تعمیر بہت سادہ تھی۔ مینارہ و محراب کا اضافہ ولید کے زمانہ میں ہوا۔ اور یہ کہ جو بھی غیر جانبدار مصنف اسلام کی دنیا میں اشاعت اور مساجد کا ذکر کرے گا وہ احمدیت کے ذکر سے اغماض نہیں برت سکتا۔ احمدیوں کے خون و پسینہ کے اثرات اقطار عالم میں ہویدا ہیں۔ جس پر صادق آتا ہے کسی کا یہ شعر:۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا

مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور

ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے کہ مسیح موعودؑ کے عہد سعادت میں :-

"تمام زمین اسلام اور اصلاح سے اس طرح بھر جائے گی جیسے کوئی برتن پانی سے لبالب بھرا ہوا ہو۔ سب کا کلمہ ایک ہو جائے گا۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔ لڑائی اور جنگ بالکل موقوف ہو جائے گی ...... زمین مثل سفید چاندی کے منوّر ہو جائے گی اور جیسی برکتیں زمانہ آدم میں تھیں وہ اُگا دے گی۔"

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر زیر آیت سورۃ نساء "وان من اھل الکتٰب ......" الخ)

بخاری شریف میں یضع الحرب میں اس عہد سعادت کا ذکر ہے۔ دوسری احادیث میں یضع الجزیۃ کے الفاظ ہیں۔ بخاری شریف کے بعض نسخوں میں بھی یضع الحرب کی بجائے یضع الجزیۃ درج ہے۔ اختلافِ نسخ پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عربی کتاب "حمامۃ البشریٰ" میں فرماتے ہیں :-

"جملہ یضع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں آیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ مسیح جنگ کو ختم کر دے گا جیسا کہ دوسرے نسخوں میں آیا ہے۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں :-

"پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ جملہ یضع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں ہے صحیح نہیں بلکہ یہ کاتبوں کی کتابت کی وجہ سے بدل گیا ہے۔" (اردو ترجمہ۔ صفحہ ۹۹-۱۰۰)

کتاب کے آخر میں فرمایا :-

"پس وضع حرب کی حدیث صحیح ہے جو بخاری میں پائی جاتی ہے اور اس کی مخالف احادیث یا تو وضعی ہیں یا ان کی تاویل کی جائے گی۔" (ایضاً صفحہ ۳۱۹)

یضع الجزیۃ کی حدیث قرآن حکیم کے احکام کے خلاف ہے۔ فرمایا :-

"کیا ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ ابن مریمؑ آکر بعض احکام قرآنیہ کو منسوخ کرے گا اور بعض احکام اس میں بڑھائیگا وہ نہ جزیہ قبول کرے گا نہ جنگ کو ختم کرے گا۔ حالانکہ اللہ کا حکم ہے جزیہ لو۔ جزیہ لینے کے بعد جنگ

کو ختم کردو .... یعنی مسیح قرآن کے محکمات کو کیونکر منسوخ کرے گا اور کس طرح وہ کتاب عزیز میں تصرف کرے گا:
(ایضاً ص۵۵)

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ صحیح بات یہی ہے کہ مسیح موعود کے انفاسِ طیبہ جب زمین پر پھیلیں گے تو جنگ ختم ہو جائے گی جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ جنگ اپنے اوزار رکھ دے گی" اور امن عالم قائم ہوگا۔ ایک نظام نو کی بنیاد رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ زمین اسلام کے نور سے معمور ہوگی۔ اور "اشرقت الارض بنور ربّھا" کی پیشگوئی ایک حقیقت بن کر جلوہ گر ہوگی۔

فی الجملہ عصرِ حاضر میں جتنے ازم ہیں یہ سب مٹ جائیں گے اور یاجوج ماجوج کی جنگوں کے بعد اسلام پھیلے گا اور دنیا کا آئندہ غالب مذہب اسلام ہوگا۔ یہ خدا کی تقدیر ہے جو کہ بہر حال پوری ہوگی۔ جماعت احمدیہ اسی مشن کی تکمیل کے لئے قائم کی گئی ہے۔

○

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

(قسط ۷)

مندرجہ ذیل احباب نے تین سو (-/۳۰۰) روپے یا اس سے زائد تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت کی سنگِ مرمر کی یادگار تختی پر کندہ کرائے جائیں گے۔ اگر کسی دوست کا اسم گرامی شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو وہ براہ کرم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں۔ جو دوست اس کارِ خیر میں ابھی تک حصہ نہیں لے سکے اور وہ اس کے متمنی ہوں ان کے لئے بھی موقعہ ہے تاکہ ان کے اسماء بھی ساتھ ہی کندہ کرائے جاسکیں۔

(۱) مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ	۳۱۳ روپے
(۲) مکرم ایس ڈی کاظم صاحب ۔ اسلام آباد	۳۱۳ "
(۳) مکرم حافظ ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم والد شیخ منیرالدین احمد صاحب دستگیر کراچی	۳۱۳ "
(۴) مکرمہ سراج بی بی صاحبہ صحابیہ مرحومہ والدہ " " " "	۳۱۳ "
(۵) مکرمہ لطیفہ بیگم صاحبہ اہلیہ " " " "	۳۱۳ "
(۶) مکرم شیخ منیرالدین احمد صاحب دستگیر۔ کراچی	۳۱۳ "
(۷) مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب چیکہ ضلع ساہیوال	۳۰۰ "

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

والدین کی خدمت و اطاعت

محترم نذیر احمد صاحب خادم۔ لاکھا روڈ ضلع نواب شاہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جسمانی رشتوں میں سے سب سے قریب [illegible] متعلق ترین رشتہ والدین کا بنایا ہے جس قدر محبت، ہمدردی، شفقت اور مہربانی کا سلوک والدین سے انسان کو میسّر آتا ہے اس کی مثال کسی اور دنیوی تعلق یا انسانی رشتہ میں تلاش کرنا عبث اور فضول ہے۔ والدین کو اپنے بچوں سے فطری محبت [illegible] اور وہ اپنی ہر تکلیف اور ضرورت کو بھول کر [illegible] بچوں کے آرام و آسائش اور راحت و تسکین [illegible] تاہم یہی [illegible] کوشش کرتے ہیں۔ والدین اپنے بچوں کی تربیت و پرورش کے کٹھن طویل اور دشوار دور میں بے شمار آزمائشوں کا سامنا کرتے ہیں لیکن کبھی کوئی حرفِ شکایت ان کی زبان پر نہیں آتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم و کریم ہستی کے بعد (جسمانی و مادی ربوبیت و پرورش اور شفقت کے اعتبار سے) والدین ہی انسان کے سب سے بڑے محسن ہیں۔

قرآن کریم اور احادیثِ نبوی ؐ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام اور امامِ وقت کے بعد مخلوقات میں سے اطاعت و فرماں برداری اور تعظیم و تکریم کے لحاظ سے سب سے پہلا نمبر والدین ہی کا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور توحید کی تعلیم کے ساتھ ہی والدین کی خدمت و اطاعت اور ان سے حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (متعلقہ آیت کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو) کہ:-

"تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا اُن دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انھیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انھیں جھڑک اور اُن سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (اُن کے لئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے رب ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔"

والدین کی اطاعت تمام لوگوں کی اطاعت پر مقدم ہے۔ جہاں تک شریعت کے احکام یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ یا امامِ وقت کی ہدایات کا تعلق ہے انھیں لازمی طور پر والدین کے احکام پر تقدّم حاصل ہے کیونکہ لَاطَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ

فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ۔ مخلوق کی اطاعت کسی ایسے امر میں نہ کرنی چاہیئے جس میں خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ شریعت کے امور کے سوا ہر امر میں والدین کی اطاعت مقدّم ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

(۱) "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا"

(لقمٰن: ۱۵-۱۶)

(۲) "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝"

(العنکبوت: ع۱)

(۳) "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ"

(الانعام: ع۱۹)

ترجمہ: (۱) "اور ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر۔ انسان کو اپنے والدین کے متعلق (احسان کرنے کا) تاکیدی حکم دیا تھا (اور) اس کی ماں نے اسے کمزوری کے (ایک دور کے) بعد کمزوری (کے دوسرے دور) میں اٹھایا تھا۔ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال کے عرصہ میں تھا (یاد رکھو کہ) میری ہی طرف (تجھ کو) لوٹ کر آنا ہوگا اور اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک مقرر کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی بات مت مانیو۔ ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھیو!"

(۲) "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (کہا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات میں بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک قرار دے حالانکہ اس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ تو ان دونوں کی فرماں برداری نہ کر کیونکہ تم سب نے میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور میں تمہارے عمل (کی نیکی بدی) سے تم کو واقف کروں گا۔"

(۳) تو (ان سے) کہہ کہ آؤ جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں (اس کا حکم ہے) کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور والدین سے احسان کرو!"

حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ! تمام لوگوں میں سے میری حسنِ رفاقت اور حسنِ تعلقات کا کون زیادہ مستحق ہے؟ حضورؐ

نے فرمایا۔ "تیری ماں" اُس شخص نے پھر پوچھا کہ "اس کے بعد کون؟" حضورؐ نے فرمایا۔ "تیری ماں"۔ سائل نے پھر عرض کیا کہ "پھر کون؟" حضورؐ نے تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ "تیری ماں!" اُس نے پھر پوچھا کہ "پھر کون؟" آپؐ نے فرمایا "تیرا باپ"۔
(بخاری و مسلم)

اس حدیث میں والدین سے حسنِ سلوک کے ساتھ اس بات پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انسانیت کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو معاشرہ میں عزت و وقار کا جو مقام عطا فرمایا ہے اور ان کے جذبات و احساسات اور عزتِ نفس کا انتہائی احترام کرنے کا جو سبق اپنی امّت کو دیا ہے اس کی وجہ سے نیز اس سبب سے بھی کہ عورت بحیثیت ماں انسان کے لئے وہ محسن ترین اور بے حد شفیق و کریم ہستی ہے جو نو ماہ تک اُسے اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ پھر دو سال تک اپنی چھاتیوں سے اُسے دودھ پلاتی ہے اور ان گنت راتیں اس کی پرورش و نگہبانی اور آرام کی خاطر جاگ جاگ کر گزار دیتی ہے، باپ سے بھی کہیں زیادہ انسان کے حسنِ سلوک کی حقدار ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی لئے ماں کے احسانات کا زیادہ وضاحت سے ذکر فرمایا ہے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے بارہ میں خصوصیت سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ"

جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

بہرحال ماں اور باپ دونوں ہی انسان کے حسنِ سلوک، خدمت و اطاعت اور تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ:۔

"رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ" (ترمذی)

کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

حضرت ابو الدرداءؓ راوی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نو باتوں پر عمل کرنے کی تاکیدی وصیت فرمائی تھی جن میں سے ایک یہ تھی کہ:۔

"اپنے ماں باپ کی ہر حالت میں اطاعت کرو (دُنیوی امور کے لحاظ سے) اگر وہ یہ حکم بھی دیں کہ تم ساری دنیا ان کے لئے چھوڑ دو تو بخوشی سارا مال و منال پیش کرکے اس سے الگ ہو جاؤ"

(الادب المفرد)

بعض حالات میں والدین کی خدمت کو جہاد کے ثواب کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ ایک شخص حضورؐ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا۔ وہ جہاد میں شامل ہونا چاہتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟" اُس نے عرض کیا "جی ہاں یا رسول اللہؐ!" آپؐ نے فرمایا۔ "پھر تو اُن کی خدمت کرکے جہاد کا ثواب حاصل کرے"۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ "اُس کی ناک خاک آلود ہو، اُس کی ناک خاک آلود ہو، اُس کی ناک خاک آلود ہو!" صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! کس کی؟" حضورؐ نے فرمایا "اس کی جس کی زندگی میں اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ گیا اور وہ ان کی خدمت نہ کرنے کے باعث جہنم کا مستحق ہو گیا۔" (الادب المفرد)

حدیث شریف میں والدین کی نافرمانی کی سخت وعید آئی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ:-

"سب گناہوں میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے۔ اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو خدا تعالیٰ اُس کی موت سے پہلے اسی دنیا میں سزا دیتا ہے۔"

(بیہقی فی شعب الایمان)

بخاری شریف کی ایک حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں سے قرار دیا ہے اسی لئے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارہ میں اپنی جماعت کے افراد کو درج ذیل الفاظ میں انتباہ فرمایا ہے کہ:-

"جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی عزت و احترام، فرماں برداری، ان سے حسنِ سلوک اور ان کی خدمت و اطاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کر سکیں۔ آمین ثم آمین!

○

نکاتِ معرفت

• محبت قربانی کا دوسرا نام ہے • علم صفات تک اور عشق ذات تک پہنچاتا ہے • محبت کی انتہا بندگی اور نیاز ہے • عبادت کا حقیقی جوہر تو عشق ہے • "کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں" • خدا تعالیٰ کی محبت تو تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے • محبت اور اطاعت دو وجودوں کو قریب کر دیتی ہے • "از محبت تلخ ہا شیریں شود" (محبت سے تلخ بھی شیریں ہو جاتا ہے) • محبت اپنے آپ کو پیش کرتی ہے اسے خریدا نہیں جاتا • محبت کی علامت تو یہ ہے کہ جو چیز دوست سے جُدا کرے اس سے جُدا ہو جائے • ایمان باللہ کا نتیجہ تو خدا سے محبت اور محبوبیت ہے

(غلام رسول اعوان ڈیرہ غازی خان)

○

قرآنِ کریم میں ضمائر کی تبدیلی کی ایک حکمت

مکرم ومحترم مولوی عبدالحیی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کراچی

قرآن کریم میں بعض مواقع پر بظاہر بغیر کسی خاص وجہ کے ضمیروں میں تبدیلی آتی ہے۔ چونکہ قرآن کریم حکیم وعلیم خدا کی کتاب ہے اور اس کے ایک ایک لفظ کی حفاظت کی خدا تعالیٰ نے ضمانت دی ہوئی ہے اس لئے جہاں بھی ضمیر بدلے گی۔ وہاں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوگی اور یہ عجیب امر ہے کہ ضمیر کی تبدیلی کی ابتداء اُس سورۃ سے ہوتی ہے جو مستقل ترتیب کے لحاظ سے سب سے پہلی سورۃ ہے یعنی سورۃ فاتحہ۔

اس سورۃ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ، اَلرَّحْمٰنِ، الرَّحِيْمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو غیب کے صیغے میں پیش کیا گیا ہے لیکن پھر آناً فاناً اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے الفاظ لاکر اللہ تعالیٰ کو مخاطب کے صیغہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کی کئی حکمتیں ہیں اور ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرنا شروع کرتا ہے تو اس وقت خدا کا وجود انسان کے لئے غیب کا حکم رکھتا ہے لیکن جب انسان مندرجہ بالا چار صفات پر غور کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور ایک واضح اور معیّن صورت میں آجاتا ہے اور اس کی ہستی کا ادراک انسان کو گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے لاکھڑا کرتا ہے۔ تب انسان بے ساختہ اور بے قرار ہو کر اپنے خالق و مالک سے التجائیں شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو ہی اس بات کا مستحق ہے کہ ہم اپنی عبادت کو تیرے ہی لئے وقف کر دیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جو پہلے غائب تھی اب گویا انسان کی روحانی آنکھ کے سامنے آجاتی ہے اور انسان اسے مخاطب کرتا ہے۔

سُورَۃ طٰہٰ کی بعض آیات میں تبدیلیٔ ضمیر

خاکسار ایک روز سورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہا تھا تو آیت ۵۴ میں ضمیر کی تبدیلی کو دیکھ کر یہ جستجو پیدا ہوئی کہ اس جگہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے وسیع سمندر میں سے ہر متلاشی کو کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ ایک معمولی سے معمولی انسان کو بھی قرآن کریم کے مطالعہ سے ایسے امور کا ادراک ہو جاتا ہے کہ انھیں پاکر وہ محسوس کرتا ہے کہ اس میں اس کی کوشش کا

کوئی دخل نہیں۔ بلکہ اسے یہ بات صفتِ رحمانیت کے طفیل ملی ہے۔ چنانچہ خاکسار کا بھی یہی حال تھا کہ اس سوال کا جواب پا کر ایک طرف تو اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کے افاضہ کا احساس ہوا چنانچہ خاکسار اس وقت یہ چند سطور صفحۂ قرطاس پر ثبت کر رہا ہے۔ سب سے پہلے میں چند ایک آیات درج کرتا ہوں:۔

"قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝" (سورۃ طٰہٰ: ۵۲ تا ۵۶)

ترجمہ: (فرعون نے) کہا (اگر یہ بات ہے تو) پہلے لوگوں کا کیا حال تھا (یعنی وہ تو ان باتوں کو نہیں مانتے تھے اُن سے کیا سلوک ہوگا) (موسیٰؑ نے) کہا۔ ان (پہلے لوگوں) کا علم تو میرے رب کو ہے (ان سب کے حالات اسی کی) کتاب میں محفوظ (ہیں) میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے اس زمین کو فرش کے طور پر بنایا ہے اور اس میں تمہارے لئے راستے بھی نکالے ہیں اور آسمان سے پانی اُتارا ہے پھر (تو ان سے یہ بھی کہہ دے کہ) ہم نے اس پانی کے ذریعہ سے مختلف قسم کی روئیدگیوں کے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ (پس) تم بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ اس میں عقل والے لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ہم نے اسی (زمین) سے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور اسی میں سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ لَا يَضِلُّ سے لے کر وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً تک غائب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں پھر یکدم فَاَخْرَجْنَا کا لفظ استعمال کر کے جمع متکلم کا صیغہ لایا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فَاَخْرَجْنَا سے پہلے جو امور بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی گفتگو میں پیش کئے ہیں۔ لیکن فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى سے لے کر تَارَةً اُخْرٰى تک کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف سے پیش کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کو نقل کرنے کے بعد ایک زائد مضمون بیان کیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں نہیں تھا اور گو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان بھی اس وقت کے لحاظ سے کافی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بعض زائد اور ضروری امور کو بیان کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کو مکمل کر دیا۔ چنانچہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ آخری بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کا حصہ نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَخْرَجْنَا کے الفاظ استعمال کئے۔ اس کے بعد کی چند آیات میں مندرجہ بالا صداقت کے

تسلسل میں ہی بعض مزید اہم باتیں بیان کی گئی ہیں اور آیت ۷۵ کے بعد اللہ تعالیٰ اصل مضمون کی طرف آتا ہے۔
اس کے بعد جب خاکسار نے تفسیر صغیر سے ترجمہ پڑھا تو محسوس ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریکٹ میں چند الفاظ زائد کر کے ایک عجیب حکمت کی طرف توجہ دلائی ہے فَاَخْرَجْنَا کے ترجمہ سے قبل بریکٹ میں حضور فرماتے ہیں۔ "پھر (نوان سے یہ بھی کہہ دے)" اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو اپنے علم کی بناء پر ایک جواب دیا جو بالکل درست تھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کر کے انھیں بعض مزید امور پیش کرنے کی ہدایت فرمائی جن کا ذکر فَاَخْرَجْنَا کے بعد کیا گیا۔ گویا اس بیان کے دو حصے ہیں ایک تو وہ جو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دیا اور ایک، وہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جلی وحی کر کے آپ کو سمجھایا۔

قصہ مختصر یہ کہ صیغہ میں تبدیلی سے ایک زائد مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی ہر قدم پر راہنمائی فرماتا ہے اور میدانِ مقابلہ میں کبھی تو وحی خفی کے ذریعہ سے اور کبھی وحی جلی کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو علم دیتا ہے۔ سارا قرآن کریم ایسے اسالیب سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ حکمت کی بناء پر لایا گیا ہے اور جہاں کہیں بادی النظر میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس لفظ کی یہاں ضرورت نہ تھی وہیں پر اللہ تعالیٰ کی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

○

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں

(۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ رَأْیِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ

اے اللہ میرے گناہ بخش اور میری رائے میں وسعت عطا فرما اور تو نے جو مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

اے اللہ میں تجھ سے راہنمائی، تقویٰ اور استغنا طلب کرتا ہوں

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل سے اور مسیح دجّال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

○

قیامِ شریعت اور احیاءِ دین

مکرم و محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب

اخبارات کے پڑھنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ آج کل مختلف انجمنوں، اداروں، تنظیموں اور گروہوں کی طرف سے بار بار اور بتکرار یہ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ ہم اسلامی قوانین کا نفاذ کریں گے اور شریعت کے احکام جاری کریں گے۔ اسی بارے میں حکومت پر بھی دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ اس کام میں اُن کی مدد کرے بلکہ اسے متنبہ کیا جاتا ہے کہ اگر ان کے منشاء کے مطابق کارروائیاں نہیں ہوئیں تو اس کے سنگین نتائج رونما ہوں گے۔ یہ آوازیں مختلف سمتوں سے اور مختلف الخیال گروہوں کی طرف سے اٹھتی ہیں۔

اس قسم کے بلند بانگ دعاوی کرنے والے کچھ تو سادہ لوح ہوتے ہیں جو نہیں جانتے کہ شریعت کا نفاذ کیونکر ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے بڑا طبقہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے نفاذ شریعت کی ٹھیکیداری خود اپنے سر منڈھ لیتے ہیں۔ ان کا مقصد قیامِ دین نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس خوبصورت نعرے کی آڑ میں اپنی چودھراہٹ قائم کریں۔ ان کی زبانوں پر بے شک اللہ کا نام ہوتا ہے لیکن درپردہ دل حصولِ اقتدار کے لئے تڑپ رہے ہوتے ہیں۔

دراصل سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی معاشرہ میں خرابی اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے اور فتنہ و فساد زندگی کے ہر شعبہ میں سرایت کر جاتا ہے اور عوام و خواص۔ عالم و جاہل سب یکساں اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں تو وہ اصلاح خلق کے لئے اپنی طرف سے کسی مامور کو کھڑا کرتا اور اس کے ذریعہ از سر نو نیکی کا تخم دلوں میں بوتا ہے۔ اسی وجہ سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ آخری زمانہ میں امت میں یہ خرابی وسیع پیمانہ پر پھیل جائے گی۔ وہاں یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ اس وقت اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود و مہدی معہود کو مبعوث کرے گا اور اس کے ذریعہ دین کو زندہ اور شریعت کو قائم کرے گا۔ چنانچہ فرمایا:۔

"يُحْيِي الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ"

اب ظاہر ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی صحیح ہے۔ یہ کام صرف اور صرف مسیح موعودؑ کا ہے۔

کسی مولانا، مفتی یا خودساختہ امیر کا نہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی ایک فرد کی قلب ماہیت بھی انسان کے بس کی بات نہیں کجا یہ کہ سارے معاشرہ کی اصلاح کر کے اسے رشک جنت بنا دیا جائے۔ یہ صرف ماموروں کی شان ہے کہ وہ اپنی تربیت اور تعلیم سے ایک بڑی جماعت ایسے لوگوں کی پیدا کر دیتے ہیں جو دنیا اور اس کی لذتوں سے یکسر منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کی محبت میں گم اور اس کی رضا کے متلاشی ہو جاتے ہیں۔ یہ تغیر اور حیرت انگیز انقلاب کسی انسانی کوشش یا غور و فکر کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ کے اذن سے ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے اور دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ گناہ دھوئے جاتے ہیں اور بدیاں مٹا دی جاتی ہیں اور وہ جو خطاکار اور جاہل ہوتے ہیں انہیں بصیرت و نور بخشا جاتا ہے اور وہ دنیا اور اس کی لذتوں سے منقطع کئے جاتے ہیں۔ تب دین زندہ ہوتا ہے اور شریعت کا قیام عمل میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ماموریں جب اصلاح خلق کے لئے کھڑے کئے جاتے ہیں تو ان کو ان کے مشن اور کام کے مناسب حال وہ طاقتیں بخشی جاتی ہیں جو خارق عادت ہوتی ہیں اور ایسے نشانات عطا کئے جاتے ہیں جو انسانی اختراع یا تدبیر کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ انہیں وہ ہمت، وہ عزم اور وہ مضبوطی عطا کی جاتی ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں وہ لگن اور وہ آگ پیدا کی جاتی ہے جس کو حوادث زمانہ اور ابتلاؤں اور آزمائشوں کے جھکڑ بجھا نہیں سکتے۔ انہیں وہ یقین اور ایمان بخشا جاتا ہے جسے کوئی مخالفانہ کارروائی متزلزل نہیں کر سکتی۔ وہ اوّل المومنین ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے مشن کی صحت اور اس کی کامیابی کا کامل یقین ہوتا ہے اور جس راستہ پر خدا کا کلام انہیں قائم کرتا ہے اسی پر مضبوطی سے گامزن رہتے ہیں یہاں تک کہ کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومتی اور ان کی بعثت کی غرض پوری ہو جاتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اصلاح خلق پر قادر ہوتے اور دلوں میں پاک تغیر پیدا کرتے ہیں۔ وہ آسمانی قرنا ہوتے ہیں۔ الفاظ ان کے ہوتے ہیں، قلم یا زبان ان کی ہوتی ہے لیکن در پردہ اس کائنات کا خالق و مالک اپنی منشاء کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ ملائک کا نزول ہوتا ہے جو دلوں کو اپنی تاثیرات سے پاک و صاف کرتے اور قبول حق کے لئے تیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی محبت خاص سے نوازتا ہے اور انہیں وہ بصیرت و معرفت عطا کرتا ہے جو احیاء دین اور قیام شریعت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

نورِ نبوت سے بُعد کے باعث چودھویں صدی ہجری انتہائی تاریکی اور جہل کا زمانہ تھا۔ اسلام کی حقانیت اور اس کا حسن ہزاروں پردوں میں مستور ہو چکا تھا۔ عالم و فاضل کہلانے والوں سے یہ دنیا خالی نہ تھی تاہم اسلام کسمپرسی کے عالم میں تھا۔ کیا عیسائی اور کیا ہندو سب بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ چاروں طرف ناامیدی اور مایوسی کا عالم تھا۔ درد رکھنے والے دل مرثیے لکھ لکھ کر اپنی بے بسی اور دون ہمتی کا نوحہ کر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائی منّاد نعوذ باللہ خانہ کعبہ پر صلیبی پرچم لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ

جو تثلیث کے گڑھ سمجھے جاتے تھے وہاں "اللہ اکبر" کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کبھی عیسائی مشنری بڑی دھوم دھام سے سرزمین ہند میں حضرت مسیح کی محبت کے وعظ کرتے اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر اعتراضوں کی بوچھاڑ کیا کرتے تھے اور آج ان کے بڑے بڑے واعظ کو کسی احمدی سے بات کرنے کا یارا نہیں۔ آج تثلیث کے محل متزلزل ہو چکے ہیں اور صلیبی عقائد سے پادری تک بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں۔ ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائی حکومتیں بحرو بر پہ چھائی ہوئی تھیں اور انہیں اقوامِ عالم پر ہر طرح سے فوقیت حاصل تھی اور ان کے سیاسی اقتدار کے زیرِ سایہ عیسائیت کو فروغ ہو رہا تھا۔ خدا کے مسیح نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر کہا:— ؎

"آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج　　نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع　　پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال　　کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے　　ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار"

ان اشعار میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ خود عیسائی پادریوں اور عیسائی دانشوروں کی تصانیف سے حقیقت کا جامہ پہن چکی ہے۔

یہ ہے احیاءِ دین اور اقامتِ شریعت۔ جو کل تک تثلیث کی گود میں تھے آج وہ پاکوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاکِ پاکے گرویدہ اور آپؐ پر ہزاروں درود و سلام بھیجنے والے ہیں۔ کل تک جن کے دل مغربی تہذیب کی عظمت کے قائل تھے آج وہ پورے یقین و وثوق سے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ انسانیت کی فلاح و بہبود قرآنی تعلیم کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے وہ صرف زبانی طور پر ہی اسلامی تعلیم کی برتری کے قائل نہیں ہوئے بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ :— ع

"ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار"

ان کے دل میں بھی دعوتِ حق کا اک جوش ہے اور وہ نہ صرف اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں بلکہ عملاً کر رہے ہیں۔ خدائے واحد و یگانہ کے آگے ان کا سرِ تسلیم خم ہے اور یورپ و امریکہ کی آزاد و مسموم فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے بھی ان کے دل کی دھڑکنیں قرآن و حدیث کی ہدایات کے تابع اور ان سے زندگی حاصل کرتی ہیں—

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

آج سے چودہ سو برس قبل حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی مسیح موعودؑ کے بارے میں فرمائی تھی کہ "یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ" آج ہم اس پیشگوئی کو بچشمِ خود پورا ہوتے دیکھ رہے

ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاسِ قدسیہ اور حضورؐ کی دعاؤں اور توجہ کے طفیل وہ انقلاب برپا ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے لئے مقدر کیا تھا اس میں نہ ہماری کسی کوشش کا دخل ہے نہ کسی خوبی کا۔ ع

"قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا"

○

بجٹ مجلس انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۵۶ ہجری شمسی / ۱۹۷۷ عیسوی

زعماء / زعماء اعلیٰ / ناظمین کرام مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا مجوزہ بجٹ برائے ۱۹۷۷ء جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرضِ منظوری پیش کیا گیا۔ حضور اقدس نے ازراہِ شفقت اس بجٹ کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

آمد

نمبر شمار	نام مد	رقم
	محاصل خالص	
۱	چندہ مجلس	۱۶۵,۰۰۰
۲	سالانہ اجتماع	۲۹,۰۰۰
۳	اشاعت لٹریچر	۱۰,۰۰۰
۴	ماہنامہ "انصار اللہ"	۱۷,۰۰۰
۵	متفرق	۲,۰۰۰
	میزان محاصل خاص	۲۲۳,۰۰۰
	محاصل مشروط	
۱	عطایا گیسٹ ہاؤس	۵۰,۰۰۰
	میزان محاصل مشروط	۵۰,۰۰۰
	کل آمد	۲,۷۳,۰۰۰

سنہ ۱۹۷۶ء کا بجٹ سو فیصد ادا کرنے والی مجالس کی ضلع وار دعائیہ فہرست

سال ۱۹۷۶ء کا بجٹ سو فیصد ادا کرنے والی جملہ مجالس کی دعائیہ فہرست درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے عہدیداران اور اراکین کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔ دیگر مجالس کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بقایاجات ادا فرما کر اسی فہرست میں شمولیت کی کوشش فرمائیں۔

ضلع جھنگ

احمد نگر، پکا لسوانہ، چھنیاں، شورکوٹ کینٹ

ضلع شیخوپورہ

شیخوپورہ شہر، آنبہ، چک ۱۱۷، چہور، منڈی مریدکے، ننکانہ صاحب، کرتو پنڈوری، سانگلہ ہل، چک ۱۸ بہوڑو، چک ۶۳/۱ خورد، شیرو کے، نازنگ منڈی، ابو نیرالی، ستھیالی خورد، واربرٹن، جھنگڑ حاکم والا، سچا سودا، ڈھاکے، شرقپور خورد، کوٹ عبدالمالک۔

ضلع گوجرانوالہ

گوجرانوالہ شہر، ہیڈ خانکی، حافظ آباد، پیر کوٹ ثانی، وزیر آباد، لویری والا، گکھڑ منڈی، فیروز والہ، چک چٹھہ، پنڈی بھٹیاں، ساہوکے، گجو چک۔

ضلع لائل پور

لائلپور شہر، ۶۸ ج ب لیلاں، ۷۶ گ ب، ۲۱۶ ج ب سوڈی، گوجرہ، ۳۰۰ ج ب، ۱۰۰ ر ب رڑکا، جڑانوالہ، ۶۴۴ گ ب، ٹھٹھہ کالوکا، ۶۱ ج ب دھرووڑ، ۵۹۱ گ ب گنگاپور، ۹۶ گ ب مریح، ۱۰۸ ر ب چوہدری والا۔ ۷۷ ر ب لوہکے دیری، ۶۱ ر ب بیدیاں والا۔ ۶۹ ر ب گھسیٹ پورہ، ۲۸۷ ج ب پلاسپور، سمندری، پیر محل، ۳۱۲ ج ب کنکو وانی، ۸۹ ج ب رتن، ۶۲ گ ب شرقی، ۱۴۸ گ ب کوٹ غلام محمد، ۹۲ ج ب، ۴۰ گ ب، ماموں کانجن، ۲۲۴ گ ب، ۲۳۲ ج ب، ۱۲۱ ج ب حسن پور، ۲۹ ج ب خورد و کلاں، چک جھمرہ، ۳۳ ج ب، ۸۴ ج ب سرشمیر روڈ، ۶۰ ر ب کھیم سنگھ والا۔

ضلع لاہور بشمول ضلع قصور

دارالذکر لاہور، ماڈل ٹاؤن، اسلامیہ پارک، رائے ونڈ، لدھیکے نیویں، قصور، ہڈیارہ، ہانڈو گوجر، تیوکی، جوڑہ، دلیانی، پدری، بھائی پھیرو، باٹاپور، شمس آباد، علی پور چک ۴۷، اصل گرو کے، شاہدرہ نیکرڑی ایریا۔

ضلع ملتان بشمول ضلع وہاڑی

خانیوال، لودھراں، علی پور، حسن پور، ۵۴۳/EB - وہاڑی، جہانیاں، چک ۱۷۰/15-R، کبیر والا، نیل کوٹ چاہ بھاگو والا، دنیا پور، چک ۱۶۳ انتخاب گڑھ، سرائے سدھو، چک ۲۲/10-R، چک مغل، پیراں غائب۔

ضلع ساہیوال

ساہیوال شہر، پاک پٹن، اوکاڑہ، چک ۳۰/11-L، چک ۹۳/12-L، لیرک، چک ۶۰/3-R، قبولہ، چک ۹۰/12-L، ۵۵/2-L، اوکاڑہ کینٹ،

ضلع گجرات

منڈی بہاؤالدین، کھوکھر غربی، شیخ پور، چوکن نوالی، مونگ، دیونہ ماجرہ، چک سکندر، لالہ موسیٰ، تہال، سرائے عالمگیر، گوٹریالہ، نصیرہ، برسا خورد، چک ۹ گور بخش پورہ، کڑیانوالہ، معین الدین پور، جسوکی،

ضلع سرگودھا

سرگودھا شہر، خوشاب، بھیرہ، گھوگھیاٹ، ۸۶ جنوبی، ۹۸ شمالی، ۹۹ شمالی، ۶۷ شمالی، ۳۵ جنوبی، ۳۳ جنوبی، مجوکہ، کوٹ مومن، ۳۷ جنوبی، ۸۸ شمالی، ۸۱ جنوبی، ۲/TDA، ۸/MB میانی۔

ضلع سیالکوٹ

سمبڑیال، کوٹ کرم بخش، سیالکوٹ چھاؤنی، بھاگووال، بھڈال، کوٹلی ہرنرائن، عینوںوالی، بدوملہی، بھوڑی ملیاں، خانو میانوالی، پنڈی بھاگو، نفرود، چونڈہ، کھریپڑ منڈیکی، بیریاں، بھروکے کلاں، لیسّے، گھنوکے ججہ، نوشہرہ گگے زئیاں، قلعہ کالروالا، مالوکے بھگت، داتہ زیدکا، کلاسوالہ، سیان ترسکہ، چھہور، غوطہ فتح گڑھ، ڈنڈ پور کھرولیاں، سیالکوٹ شہر۔

صوبہ سرحد

نوشہرہ، پنجی، ایبٹ آباد

ضلع راولپنڈی

اسلام آباد، چنگا بنگیال، کہوٹہ، چونترہ، محمودہ، گوجر خان۔

ضلع جہلم - چکوال، دوالمیال، پاکستان چپ بورڈ فیکٹری

ضلع میانوالی - میانوالی شہر،

آزاد کشمیر - کوٹلی

ضلع کراچی

ڈرگ روڈ کراچی، صدر کراچی، ناظم آباد کراچی

صوبہ بلوچستان - کوئٹہ

ضلع حیدر آباد و بدین

حیدر آباد شہر، بشیر آباد فارم، سنجر چانگ، ٹنڈو غلام علی، نواز آباد، کوٹ باغ دین، بلڑی شاہ کریم،

ضلع نواب شاہ

گوٹھ امام بخش، پاندھی، چک ۲۱ دُدھ، قمر آباد، دریا خاں مری، بھریا روڈ۔

ضلع تھرپارکر۔

محمد آباد، نصرت آباد، محمود آباد، حیمس آباد، کنری، چک ۲۷۰/A کا چیلو، نوکوٹ، ڈگری، نور نگر، چک ۱۵۱ کریم نگر، اسلام پور کھڈیاں، نبی سر روڈ، گوٹھ سیٹھ عزیز احمد، لطیف نگر، فضل آباد، گوٹھ احمدیہ، مصطفےٰ فارم گوٹھ شریف آباد۔

ضلع لاڑکانہ - کھنڈو، صالح آباد

ضلع خیرپور میرس۔

گوٹھ غلام محمد شہانی، گوٹھ فتح دین، گوٹھ چوہدری علی محمد، گوٹھ چوہدری سلطان علی

ضلع سانگھڑ - سانگھڑ شہر، گوٹھ فتح پور، احمد پور

ضلع مظفر گڑھ - علی پور، لیہ، ۲۲۶/TDA ، ۱۰۶/M.L

ضلع ڈیرہ غازیخاں - شادن لنڈ، کوٹ قیصرانی، ہیرو غربی، راجن پور، بشیر آباد

ضلع بہاولپور - بہاولپور شہر، ۱۹۰ مراد، ۱۲۰ مراد، چک ۲۲ حمید آباد

ضلع بہاولنگر - بہاولنگر شہر، ۱۰۳/6-R ، ۳۰/3-R ، ۳۲۷/H.R ، ۱۶۹ مراد، ۲۴۶ مراد شرقی، ۱۰۲/F ، چک ۹۳/6-R۔

ضلع رحیم یار خاں - رحیم یار خان، بستی شادی، ۱۲۳/NP ، ۳۲/NP شرقی، چک ۵۶/4-R

ضلع سکھر - سکھر شہر، شکار پور

ضلع جیکب آباد - گڈو

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہنامہ ' انصاراللہ ' ربوہ   فروری ۱۹۷۷ء   رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

ملے جو خاک سے اس کو ملے یار

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار   ملے جو خاک سے اس کو ملے یار
کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے   کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری   تذلل ہی رہ درگاہ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ   کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے   مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے   آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو   زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں   شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے   ہو جاؤ خاک مرضی مولا اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے   عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

(درثمین)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -